ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 1347

Program:

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: کمرشل جغرافیہ (1347)

سطح: پروگرام: ایف اے / آئی کام ــــ شعبہ کامرس

سمسٹر: خزاں 2026 (Autumn 2026)

مشق نمبر 1 (Assignment No. 1) ـ یونٹ: 1 تا 4

کل نمبر: 100 | کامیابی کے نمبر: 40

USMAN NOTES www.usmannotes.com

Reference &For Study —ASSIGNMENT GUIDE SOLVED

نوٹ: یہ حل شدہ رہنما صرف مطالعے اور حوالے کے لیے ہے۔ طلبہ جوابات کو اپنے الفاظ میں، اپنی سمجھ اور مشاہدے کے مطابق تحریر کریں؛ ہو بہو نقل کرنا تعلیمی دیانت کے خلاف ہے اور یونیورسٹی کی ہدایات کے مطابق مشق مسترد ہو سکتی ہے۔ جہاں مثالی یا فرضی مقامی اعداد و شمار دیے گئے ہیں وہاں اس کی صراحت کر دی گئی ہے ــــ طالب علم اپنے علاقے کے اصل مشاہدے سے انہیں بدل کر لکھے۔

سوال نمبر 1: جغرافیہ کی تعریف کریں نیز اس کی شاخیں اور اہمیت بیان کریں۔ (20)

تعارف

جغرافیہ ان قدیم ترین علوم میں سے ہے جن کا تعلق انسان کے اپنے گرد و نواح کو سمجھنے کی فطری جستجو سے ہے۔ جس دن سے انسان نے زمین پر قدم رکھا، وہ پہاڑوں، دریاؤں، موسموں اور فاصلے کے بارے میں سوچنے لگا، اور یہی سوچ آہستہ آہستہ ایک باقاعدہ علم کی صورت اختیار کر گئی۔ لفظ جغرافیہ یونانی زبان کے دو الفاظ کا مرکب ہے، یعنی جیو بمعنی

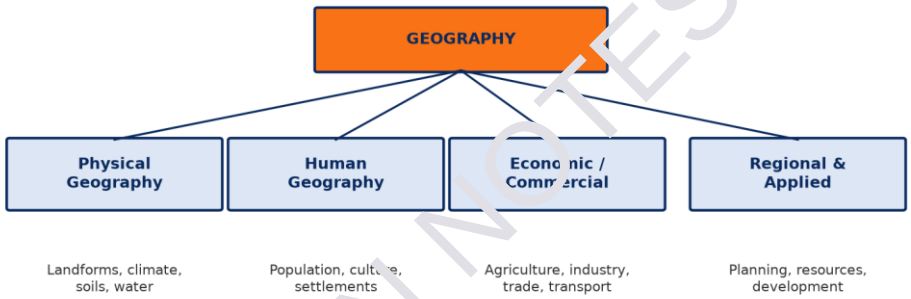
زمین اور گرافیا بمعنی بیان یا تحریر، اس لیے لفظی مفہوم کے لحاظ سے جغرافیہ سے مراد زمین کا بیان ہے۔ تاہم عصر حاضر میں جغرافیہ محض زمین کی سطح کا بیان نہیں رہا بلکہ یہ زمین کی سطح پر موجود طبعی خصوصیات، انسانی سرگرمیوں اور ان دونوں کے باہمی تعلق کا منظم مطالعہ ہے۔ کمرشل جغرافیہ کی اس مشق کا پہلا سوال اسی بنیادی تصور سے شروع ہوتا ہے کیونکہ آگے آنے والے تمام موضوعات، خواہ تجارت ہو، صنعت ہو یا زراعت، اسی بنیاد پر کھڑے ہیں۔ اس جواب میں پہلے جغرافیہ کی سادہ اور جامع تعریف پیش کی جائے گی، پھر اس کی بڑی شاخوں کا تعارف کرایا جائے گا اور آخر میں انسانی زندگی، معیشت اور قومی منصوبہ بندی میں اس علم کی اہمیت کو تفصیل سے واضح کیا جائے گا۔

جغرافیہ کی تعریف

مختلف ماہرین نے جغرافیہ کی تعریف اپنے اپنے زاویے سے بیان کی ہے، مگر ان سب کا مرکزی نکتہ ایک ہی ہے کہ جغرافیہ زمین کی سطح، اس پر بکھرے ہوئے طبعی اور انسانی مظاہر اور ان کے مقامی اختلافات و تقسیم کا علم ہے۔ سادہ الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ جغرافیہ وہ علم ہے جو زمین کی سطح کی خصوصیات، مثلاً زمین کی ساخت، آب و ہوا، نباتات، دریاؤں اور پہاڑوں کے ساتھ ساتھ انسان کی معاشی، معاشرتی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ کوئی مظہر کہاں واقع ہے، وہاں کیوں ہے اور اس کے اثرات دوسرے علاقوں پر کیسے مرتب ہوتے ہیں۔ اس تعریف سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں: پہلی یہ کہ جغرافیہ کا میدان زمین کی سطح ہے، دوسری یہ کہ اس میں طبعی اور انسانی دونوں قسم کے مظاہر شامل ہیں، اور تیسری یہ کہ یہ علم محض فہرست سازی نہیں بلکہ مظاہر کی مقامی تقسیم، ان کے اسباب اور ان کے باہمی روابط کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جغرافیہ کو طبعی علوم اور سماجی علوم کے درمیان ایک پل کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہ ایک طرف ارضیات، موسمیات اور نباتات سے مدد لیتا ہے اور دوسری طرف معاشیات، تاریخ اور عمرانیات سے۔

جغرافیہ کی ایک اور اہم خصوصیت اس کا مقامی پہلو ہے۔ دنیا کے مختلف علاقے ایک جیسے نہیں ہیں؛ کہیں صحرا ہیں تو کہیں سرسبز میدان، کہیں گنجان شہر ہیں تو کہیں بنجر ویرانے۔ جغرافیہ یہی اختلاف مطالعہ کرتا ہے کہ ایک علاقہ دوسرے سے کیوں مختلف ہے اور ان اختلافات کے پیچھے آب و ہوا، زمین کی نوعیت، قدرتی وسائل اور انسانی کوششوں کا کیا کردار ہے۔ مثال کے طور پر یہ سوال کہ کپاس پنجاب اور سندھ میں کیوں زیادہ ہوتی ہے اور چائے پہاڑی علاقوں میں کیوں اگتی ہے، خالصتاً جغرافیائی سوال ہے۔

اسی طرح کسی صنعت کے کسی خاص مقام پر قائم ہونے، کسی بندر گاہ کے ترقی پانے یا کسی شہر کے بڑھنے کی وجوہات بھی جغرافیہ ہی بیان کرتا ہے۔ یوں جغرافیہ انسان کو یہ شعور دیتا ہے کہ وہ اپنے ماحول کو سمجھے، اس کے وسائل کو پہچانے اور انہیں دانش مندی سے استعمال کرے۔



USMAN NOTES www.usmannotes.com

شکل 1: جغرافیہ کی بڑی شاخیں (Main Branches of Geography :Figure)

جغرافیہ کی بڑی شاخیں

مطالعے کی وسعت کے باعث جغرافیہ کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: طبعی جغرافیہ اور انسانی جغرافیہ، اور پھر ہر حصے کی مزید ذیلی شاخیں بنتی ہیں۔ طبعی جغرافیہ زمین کی طبعی خصوصیات کا مطالعہ کرتا ہے؛ اس میں زمین کی ساخت اور سطحی اشکال یعنی پہاڑ، میدان، سطح مرتفع اور وادیوں کا علم، آب و ہوا اور موسم کا مطالعہ، دریاؤں، جھیلوں اور سمندروں کا مطالعہ، مٹی کی اقسام اور نباتات و حیوانات کی تقسیم شامل ہے۔ طبعی جغرافیہ یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کسی علاقے میں کون سی فصلیں ممکن ہیں، کہاں سیلاب یا خشک سالی کا خطرہ ہے اور کہاں معدنی وسائل مل سکتے ہیں۔ اس کے برعکس انسانی جغرافیہ انسانی سرگرمیوں اور آبادی سے بحث کرتا ہے؛ اس میں آبادی کی تقسیم و نقل و حرکت، بستیوں اور شہروں کا قیام، ثقافت، زبان اور مذہب کی مقامی تقسیم جیسے موضوعات آتے ہیں۔ انسانی جغرافیہ یہ بتاتا ہے کہ انسان اپنے ماحول سے کس طرح ہم آہنگ ہوتا ہے اور اپنی سرگرمیوں سے ماحول کو کس طرح بدلتا ہے۔

انسانی جغرافیہ کی سب سے اہم اور اس کورس سے براہ راست متعلق شاخ معاشی یا کمرشل جغرافیہ ہے جو زراعت، صنعت، تجارت، نقل و حمل اور بازاروں کی مقامی تقسیم کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سیاسی جغرافیہ ریاستوں، سرحدوں اور عالمی سیاسی تقسیم سے، تاریخی جغرافیہ ماضی کے مقامی حالات سے اور علاقائی جغرافیہ کسی خاص خطے کے مجموعی مطالعے سے بحث کرتا ہے۔ جدید دور میں نقشہ سازی، ہوائی و خلائی تصاویر اور کمپیوٹر پر مبنی جغرافیائی معلوماتی نظام نے جغرافیہ کو ایک عملی اور تکنیکی علم بھی بنا دیا ہے۔ ذیل کی جدول میں ان شاخوں کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر شاخ کا دائرہ کار ایک نظر میں واضح ہو جائے۔ یہ تقسیم کتابی سہولت کے لیے ہے، ورنہ عملاً تمام شاخیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں اور کسی بھی علاقے کی مکمل سمجھ کے لیے ان سب کی مشترکہ روشنی ضروری ہوتی ہے۔

جدول 1: جغرافیہ کی بڑی شاخیں اور ان کا دائرہ کار

شاخ	مطالعے کا موضوع	مثال / فائدہ
طبعی جغرافیہ	زمین کی ساخت، آب و ہوا، مٹی، پانی اور نباتات	فصل کے انتخاب اور سیلاب کے خطرے کی پیش گوئی
انسانی جغرافیہ	آبادی، بستیاں، ثقافت اور انسانی سرگرمیاں	شہری منصوبہ بندی اور آبادی کی تقسیم کی سمجھ
معاشی / کمرشل جغرافیہ	زراعت، صنعت، تجارت اور نقل و حمل کی مقامی تقسیم	صنعت کی جگہ اور تجارتی راستوں کا درست انتخاب
علاقائی جغرافیہ	کسی خاص خطے کا مجموعی مطالعہ	خطے کے وسائل اور مسائل کی مکمل تصویر

جغرافیہ کی اہمیت: انسانی زندگی اور معیشت

جغرافیہ کی اہمیت کا سب سے پہلا پہلو یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنے وطن اور دنیا سے آگاہ کرتا ہے۔ ایک طالب علم جب جغرافیہ پڑھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ملک میں کون سے وسائل کہاں موجود ہیں، کون سے علاقے زرخیز ہیں، کہاں معدنیات ملتی ہیں اور تجارت کے راستے کس سمت جاتے ہیں۔ یہ آگاہی شہری کو ملکی معاملات میں دانش

منداننہ رائے قائم کرنے کے قابل بناتی ہے۔ معاشی میدان میں جغرافیہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے: کاشت کار موسم اور مٹی کی معلومات سے فصل کا انتخاب کرتا ہے، صنعت کار خام مال، محنت، پانی، بجلی اور بازار کی قربت دیکھ کر فیکٹری کی جگہ منتخب کرتا ہے، اور تاجر راستوں، بندر گاہوں اور طلب کے علاقوں کو سمجھ کر تجارت کا منصوبہ بناتا ہے۔ کمرشل جغرافیہ خاص طور پر اسی عملی پہلو کو اجاگر کرتا ہے کہ ہر معاشی سرگرمی ایک مخصوص جغرافیائی ماحول میں پروان چڑھتی ہے اور اس ماحول کو سمجھے بغیر وہ سرگرمی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

قومی سطح پر جغرافیہ منصوبہ بندی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ڈیموں اور نہروں کی جگہ کا انتخاب، سڑکوں اور ریل کی لائنوں کا نقشہ، نئے شہروں اور صنعتی علاقوں کا قیام، سیلاب اور زلزلوں جیسے خطرات سے بچاؤ کی تدابیر اور ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانا، ان سب فیصلوں میں جغرافیائی معلومات ناگزیر ہیں۔ دفاعی لحاظ سے بھی جغرافیہ اہم ہے کیونکہ سرحدوں، پہاڑی دروں اور سمندری راستوں کا علم ملکی حفاظت سے براہ راست جڑا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر جغرافیہ مختلف اقوام کے حالات، وسائل اور مسائل سمجھنے میں مدد دیتا ہے، جس سے تجارت، سفارت اور عالمی تعلقات بہتر انداز میں طے پاتے ہیں۔ آج کل موسمی تبدیلی، پانی کی قلت اور خوراک کی حفاظت جیسے عالمی مسائل کا حل بھی جغرافیائی سمجھ کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے اس علم کی اہمیت گزرتے وقت کے ساتھ کم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ جغرافیہ زمین کی سطح اور اس پر بسنے والے انسان اور اس کی سرگرمیوں کا باہمی تعلق بیان کرنے والا علم ہے۔ اس کی دو بڑی شاخیں طبعی اور انسانی جغرافیہ ہیں اور معاشی یا کمرشل جغرافیہ اسی کی وہ شاخ ہے جس پر یہ کورس مبنی ہے۔ اس علم نے انسان کو ماحول کا محض تماشائی بننے کے بجائے اس کا باشعور منتظم بنایا ہے؛ جو قومیں اپنے وسائل، آب و ہوا اور مقامی حالات کو سمجھ کر منصوبہ بندی کرتی ہیں وہی ترقی کی دوڑ میں آگے نکلتی ہیں۔ پاکستان جیسے زرعی و تجارتی ملک کے طالب علم کے لیے جغرافیہ اور خصوصاً کمرشل جغرافیہ کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہماری معیشت کا ہر بڑا شعبہ، زراعت، صنعت، تجارت یا نقل و حمل، زمین اور ماحول سے براہ راست جڑا ہوا ہے۔ اس لیے

جغرافیہ کو محض نقشوں کا علم سمجھنا درست نہیں؛ یہ دراصل ملک و قوم کی ترقی کا عملی علم ہے جس کی سمجھ ہر باشعور شہری، کاشت کار، تاجر اور منصوبہ ساز کے لیے یکساں مفید ہے۔

سوال نمبر2: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔1۔پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کا جائزہ2۔آزادانہ تجارتی معاہدہ(20)

تعارف

اس سوال میں دو الگ مگر باہم متعلق موضوعات پر مختصر مگر جامع نوٹ لکھنے کو کہا گیا ہے۔ پہلا موضوع پاکستان کی بین الاقوامی تجارت ہے جو ہماری معیشت کی رفتار اور کمزوری دونوں کو آئینہ دکھاتی ہے، اور دوسرا موضوع آزادانہ تجارتی معاہدہ ہے جو آج کے دور میں ممالک کے درمیان تجارت بڑھانے کا سب سے مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ بین الاقوامی تجارت سے مراد مختلف ممالک کے درمیان اشیا اور خدمات کی خرید و فروخت ہے؛ کوئی ملک بھی اپنی تمام ضروریات خود پوری نہیں کر سکتا، اس لیے وہ اپنی فاضل پیداوار برآمد کرتا ہے اور درکار اشیا درآمد کرتا ہے۔ پاکستان بھی اسی اصول پر دنیا سے جڑا ہوا ہے۔ ذیل میں پہلے پاکستان کی برآمدات و درآمدات، تجارتی توازن اور مسائل کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور پھر آزادانہ تجارتی معاہدے کی تعریف، اقسام، فوائد اور نقصانات بیان کیے جائیں گے تاکہ دونوں نوٹ مل کر تجارت کے اس پورے باب کی واضح تصویر پیش کر دیں۔

نوٹ 1: پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کا جائزہ — برآمدات و درآمدات

پاکستان کی برآمدات کا بڑا حصہ زرعی خام مال پر مبنی اور نیم تیار یا تیار شدہ ٹیکسٹائل مصنوعات پر مشتمل ہے۔ سوتی کپڑا، دھاگہ، تیار ملبوسات، بستر کی چادریں اور تولیے، چاول خصوصاً باسمتی، کھیلوں کا سامان، جراحی آلات، چمڑے کی مصنوعات، قالین اور پھل و سبزیاں ہماری نمایاں برآمدات ہیں۔ ان میں ٹیکسٹائل کا شعبہ سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتا ہے اور لاکھوں افراد کو روزگار دیتا ہے۔ برآمدی منڈیوں میں امریکا، چین، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، جرمنی اور دیگر یورپی و خلیجی ممالک اہم ہیں۔ اس کے برعکس درآمدات کی فہرست کہیں زیادہ متنوع اور مہنگی ہے، جس میں خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات، مشینری، لوہا و فولاد، کھادیں، خوردنی تیل خصوصاً پام آئل، دالیں، چائے، ادویات اور کیمیائی

اشیا سرفہرست ہیں۔ یہ ساخت بتاتی ہے کہ پاکستان کم قیمت والی اور خام نوعیت کی اشیا زیادہ بیچتا ہے جبکہ مہنگی، صنعتی اور توانائی سے متعلق اشیا زیادہ خریدتا ہے، اور یہی فرق ہماری تجارت کی بنیادی کمزوری ہے۔

اس غیر متوازن ساخت کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان کا تجارتی توازن اکثر خسارے میں رہتا ہے، یعنی درآمدات کی قدر برآمدات سے بڑھ جاتی ہے۔ تجارتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی ترسیلاتِ زر، غیر ملکی قرضے اور امداد کا سہارا لینا پڑتا ہے، اور جب یہ ذرائع کمزور پڑتے ہیں تو زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ اور روپے کی قدر میں کمی جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ برآمدات کے بڑے مسائل میں چند شعبوں اور چند منڈیوں پر انحصار، مصنوعات کی محدود اقسام، توانائی کی مہنگی لاگت، پرانی ٹیکنالوجی، معیار اور پیکنگ میں کمی اور نئی منڈیوں کی تلاش میں سستی شامل ہیں۔ اس کے برعکس مواقع بھی کم نہیں: معلوماتی ٹیکنالوجی کی خدمات کی برآمد تیزی سے بڑھ رہی ہے، باسمتی چاول، گوشت اور پھلوں کی طلب خلیجی اور وسط ایشیائی منڈیوں میں موجود ہے، اور چین کے ساتھ اقتصادی راہداری کے منصوبوں اور علاقائی رابطوں سے نئی تجارتی راہیں کھل سکتی ہیں۔ ذیل کی جدول میں برآمدات و درآمدات کی بڑی مدات کا خلاصہ دیا گیا ہے؛ یہ عمومی ساخت کی وضاحت ہے، کسی ایک مالی سال کے قطعی اعداد و شمار نہیں۔

جدول 1: پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کی عمومی ساخت (مثالی خلاصہ، کسی ایک سال کے قطعی اعداد نہیں)

مد	بڑی برآمدات	بڑی درآمدات
ساخت	کپڑا و ملبوسات، دھاگہ، چاول، چمڑا، کھیل و جراحی سامان	خام تیل و پیٹرولیم، مشینری، فولاد، کھاد، خوردنی تیل
خصوصیت	زیادہ تر زرعی و ٹیکسٹائل نوعیت، چند شعبوں پر انحصار	توانائی و صنعتی ضرورت کی اشیا، قیمتاً بھاری
اثر	زرمبادلہ کا بڑا ذریعہ مگر محدود اقسام	تجارتی خسارے کی بڑی وجہ

نوٹ 2: آزادانہ تجارتی معاہدہ — تعریف اور اقسام

آزادانہ تجارتی معاہدہ دو یا دو سے زیادہ ممالک کے درمیان ہونے والا وہ باقاعدہ معاہدہ ہے جس کے تحت فریقین ایک دوسرے کی مصنوعات پر عائد درآمدی محصول، یعنی کسٹم ڈیوٹی، اور دیگر تجارتی رکاوٹیں بتدریج کم یا ختم کر دیتے ہیں تاکہ ان کے درمیان تجارت آسان اور سستی ہو جائے۔ اسے انگریزی میں Free Trade Agreement کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے تحت اکثر اشیا کی فہرستیں بنائی جاتی ہیں، ہر شے پر رعایت کی شرح اور مدت مقرر ہوتی ہے اور اصل ملک کے سرٹیفکیٹ جیسی شرائط رکھی جاتی ہیں تاکہ کوئی تیسرا ملک اس رعایت کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ معاہدے دوطرفہ ہو سکتے ہیں، یعنی دو ممالک کے درمیان، اور کثیر الجہتی یا علاقائی بھی، جن میں کئی ممالک شامل ہوں۔ پاکستان نے بھی مختلف ممالک کے ساتھ ایسے معاہدے کیے ہیں، جن میں چین کے ساتھ آزادانہ تجارتی معاہدہ سب سے نمایاں ہے؛ اس کے علاوہ بعض ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارتی معاہدے بھی موجود ہیں جن میں رعایت محدود اشیا تک ہوتی ہے۔ عالمی تجارتی تنظیم کے اصولوں کے تحت بھی ممالک کو ایسے علاقائی و دوطرفہ معاہدوں کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ تجارت میں اضافے کے لیے ہوں، رکاوٹ کے لیے نہیں۔

آزادانہ تجارتی معاہدے کے فوائد و نقصانات

آزادانہ تجارتی معاہدے کے فوائد واضح ہیں۔ پہلا فائدہ برآمدات میں اضافہ ہے، کیونکہ محصول ختم یا کم ہونے سے ملکی مصنوعات دوسرے ملک کی منڈی میں سستی پڑتی ہیں اور ان کی فروخت بڑھتی ہے۔ دوسرا فائدہ صارفین کو ملتا ہے جنہیں درآمدی اشیا کم قیمت پر اور زیادہ اقسام میں دستیاب ہوتی ہیں۔ تیسرا فائدہ مقابلے کا ماحول ہے جس سے مقامی صنعت کو معیار بہتر کرنے اور لاگت گھٹانے کی تحریک ملتی ہے، اور چوتھا فائدہ سرمایہ کاری اور سیاسی و سفارتی تعلقات میں بہتری ہے۔ مگر اس کے نقصانات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر معاہدہ غیر متوازن ہو یا مقامی صنعت کمزور ہو تو سستی درآمدات کی بھرمار سے مقامی کارخانے بند ہونے، روزگار گھٹنے اور تجارتی خسارہ بڑھنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے تجربے میں بھی یہی سبق ملتا ہے کہ بعض معاہدوں سے درآمدات تو تیزی سے بڑھیں مگر برآمدات اس تناسب سے نہ بڑھ سکیں۔ اس لیے کامیاب معاہدے کے لیے ضروری ہے کہ مذاکرات میں مقامی صنعت کی استعداد کو پیش نظر رکھا جائے، حساس اشیا کی حفاظت کی مدت رکھی جائے اور ساتھ ساتھ برآمدی شعبے کی پیداواری صلاحیت، معیار اور توانائی کی لاگت کو بہتر بنایا جائے، تاکہ رعایت سے صرف دوسری طرف نہیں بلکہ دونوں طرف فائدہ اٹھایا جا سکے۔

خلاصہ و نتیجہ

مختصراً یہ کہ پاکستان کی بین الاقوامی تجارت ٹیکسٹائل اور زرعی مصنوعات کی برآمدات اور توانائی و مشینری کی درآمدات کے گرد گھومتی ہے اور اس کا توازن عموماً خسارے میں رہتا ہے، جس کی جڑ برآمدی ساخت کی محدودیت ہے۔ ازادانہ تجارتی معاہدے اس خسارے کو کم کرنے اور نئی منڈیاں کھولنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں بشرطیکہ وہ سوچ سمجھ کر، برآمدی صلاحیت کی بہتری کے ساتھ کیے جائیں۔ سبق یہ ہے کہ معاہدہ خود مقصد نہیں، محض راستہ ہے؛ اصل کامیابی اس میں ہے کہ ملک اپنی مصنوعات کو معیاری، متنوع اور مسابقتی بنائے تاکہ کھلی منڈیوں سے وہ بھرپور فائدہ اٹھا سکے۔ پاکستان جیسے ملک کے لیے تجارت کا یہ باب معاشی مستقبل سے براہ راست جڑا ہوا ہے، اس لیے اس کی سمجھ ہر طالب علم کے لیے ناگزیر ہے۔

سوال نمبر 3: پاکستان میں چینی بنانے کی صنعت کا احوال تحریر کریں۔(20)

تعارف

چینی پاکستان کی قدیم ترین اور اہم ترین زرعی بنیاد رکھنے والی صنعتوں میں سے ایک ہے۔ اس کا خام مال گنا ہے جو سندھ اور پنجاب کے میدانی علاقوں کی بڑی نقد آور فصل ہے، اس لیے یہ صنعت زراعت اور صنعت کے باہمی تعلق کی بہترین مثال پیش کرتی ہے۔ کمرشل جغرافیہ میں کسی صنعت کا احوال لکھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے قیام کے جغرافیائی اسباب، اس کی تاریخی ترقی، موجودہ پھیلاؤ، مسائل اور مستقبل کے امکانات کا منظم جائزہ لیا جائے۔ چینی کی صنعت لاکھوں کاشت کاروں کی آمدن، لاکھوں مزدوروں کے روزگار اور ملکی خوراک کی ایک بنیادی ضرورت سے جڑی ہے؛ کھانڈ اور گڑ کے مقابلے میں صاف شدہ چینی کی طلب شہروں کی توسیع کے ساتھ مسلسل بڑھی ہے۔ ساتھ ہی یہ صنعت کاشت کاروں کو ادائیگی میں تاخیر، گنے کی قیمت اور چینی کی درآمد و برآمد کے فیصلوں کی وجہ سے اخبارات کی سرخیوں میں بھی رہتی ہے۔ ذیل میں اس صنعت کے پس منظر، مقامی تقسیم، مسائل اور بہتری کی تجاویز کا تفصیلی احوال پیش کیا جاتا ہے۔

قیام کے عوامل اور تاریخی پس منظر

کسی بھی صنعت کے قیام میں کچھ جغرافیائی و معاشی عوامل کارفرما ہوتے ہیں اور چینی کی صنعت ان کی عمدہ مثال ہے۔ سب سے پہلا عامل خام مال ہے؛ گنا بھاری اور جلد خراب ہونے والی فصل ہے اور اس کی مٹھاس کٹائی کے بعد گھٹنے لگتی ہے، اس لیے چینی کے کارخانے، جنہیں شوگر ملیں کہا جاتا ہے، لازماً گنے کے کھیتوں کے قریب لگائے جاتے ہیں۔ دوسرا عامل پانی ہے کیونکہ گنا زیادہ پانی مانگنے والی فصل ہے اور مل میں بھی دھلائی و دیگر مراحل کے لیے پانی درکار ہوتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ملیں دریائی و نہری علاقوں میں قائم ہوئیں۔ تیسرے عوامل میں ہموار زمین، نقل و حمل کی سہولت، سستی محنت، قریبی منڈی اور سرمائے کی دستیابی شامل ہیں۔ پاکستان میں قیام ملک سے پہلے بھی چند ملیں موجود تھیں اور قیام کے بعد حکومت نے امدادی قیمت، قرضوں اور اجازت ناموں کے ذریعے اس صنعت کی حوصلہ افزائی کی، چنانچہ دہائیوں میں ملوں کی تعداد بڑھتی گئی اور یہ صنعت پنجاب اور سندھ کے بعد خیبر پختونخوا کے بعض علاقوں تک بھی پھیل گئی۔ آج پاکستان گنا اور چینی پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں شمار ہوتا ہے اور اچھے فصل والے سالوں میں ضرورت سے اضافی چینی برآمد بھی کی جاتی ہے، جبکہ کم پیداوار والے سالوں میں بیرونِ ملک سے چینی منگوانے کی بحث بھی چھڑ جاتی ہے۔

مقامی تقسیم اور پیداواری صورت حال

جغرافیائی طور پر چینی کی صنعت کے تین بڑے خطے ہیں۔ پہلا خطہ پنجاب ہے جہاں وسطی و جنوبی پنجاب کے اضلاع، مثلاً فیصل آباد، جھنگ، سرگودھا، رحیم یار خان اور بہاولپور کے گرد ملیں قائم ہیں؛ یہاں نہری پانی کی فراوانی اور گنے کی وسیع کاشت اس کی بنیاد ہے۔ دوسرا خطہ سندھ ہے جہاں سکھر، لاڑکانہ، میرپور خاص، ٹنڈو الہ یار اور بدین جیسے علاقوں میں ملیں کام کرتی ہیں؛ سندھ کے گرم موسم میں گنے کی مٹھاس یعنی شکر کی بازیافت نسبتاً بہتر ہونے کی رپورٹیں عام طور پر بیان کی جاتی ہیں۔ تیسرا نسبتاً چھوٹا خطہ خیبر پختونخوا ہے جہاں مردان، چارسدہ اور پشاور کے نواح میں ملیں موجود ہیں۔ مل میں کرشنگ کا موسم عموماً سردیوں کے مہینوں میں چلتا ہے جب گنا پک کر تیار ہوتا ہے، اور اسی مختصر عرصے میں سال بھر کی پیداوار حاصل کی جاتی ہے۔ مل سے چینی کے ساتھ ضمنی مصنوعات بھی نکلتی ہیں؛ شیرہ یعنی مولیسز سے اسپرٹ اور دیگر کیمیائی اشیا بنتی ہیں، گنے کے چھلکے یعنی باگاس سے ایندھن، بجلی اور گتا و کاغذ بن سکتا ہے اور پریس مڈ کھاد کے طور پر کام آتا ہے۔ جدید ملیں باگاس سے بجلی پیدا کر کے قومی گرڈ کو بھی دے رہی ہیں، جو اس صنعت کی اضافی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

صنعت کو درپیش مسائل

اہمیت کے باوجود یہ صنعت کئی پرانے مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ پہلا مسئلہ گنے کی فی ایکڑ پیداوار کی کمی ہے؛ پرانے بیج، پانی کی کمی و ضیاع اور کھاد و زرعی مشورے کی کمی سے ہمارا اوسط دیگر ممالک سے کم رہتا ہے۔ دوسرا مسئلہ گنے کی قیمت اور ادائیگی ہے؛ کاشت کار اکثر حکومت کی مقرر کردہ امدادی قیمت پر بروقت ادائیگی نہ ملنے اور کٹوتیوں کی شکایت کرتے ہیں، جبکہ مل مالکان مہنگے گنے کو چینی کی لاگت بڑھنے کی وجہ بتاتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ ملوں کی تکنیکی حالت ہے؛ پرانی مشینری سے شکر کی بازیافت کم ہوتی ہے اور ایک اندازے کے مطابق چند فیصد بہتری بھی کروڑوں کا فائدہ دے سکتی ہے۔ چوتھا مسئلہ پالیسی کی غیر یقینی ہے؛ کبھی برآمد کی اجازت اور کبھی درآمد کا فیصلہ دیر سے ہونے سے قیمتیں ملکی منڈی میں اوپر نیچے ہوتی رہتی ہیں اور ذخیرہ اندوزی کی شکایات بھی جنم لیتی ہیں۔ پانچواں مسئلہ پانی کا ہے، گنا پانی زیادہ مانگتا ہے جبکہ ملک پہلے ہی پانی کی قلت کا شکار ہے، اس لیے ماہرین ایسی اقسام اور آبپاشی کے طریقے تجویز کرتے ہیں جن میں پانی کم لگے۔ اس کے علاوہ ملوں کے فضلے سے آلودگی بھی ایک مقامی ماحولیاتی مسئلہ ہے جس پر توجہ لازم ہے۔ ذیل کی جدول میں مسائل اور ان کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

جدول 1: چینی کی صنعت کے بڑے مسائل اور ان کے اثرات

مسئلہ	وجہ	اثر
فی ایکڑ کم پیداوار	پرانا بیج، پانی و کھاد کی کمی	لاگت میں اضافہ، کم منافع
قیمت و ادائیگی کا تنازع	تاخیر اور کٹوتیوں کی شکایات	کاشت کار و مل مالک میں عدم اعتماد
پرانی مشینری	سرمایہ کاری میں کمی	شکر کی کم بازیافت
پانی کی قلت	گنے کی زیادہ آبی ضرورت	فصل اور ماحول دونوں پر دباؤ

بہتری کی تجاویز اور مستقبل

ان مسائل کا حل ناممکن نہیں، بس مربوط کوشش درکار ہے۔ اولاً زرعی تحقیق کے ذریعے زیادہ پیداوار اور زیادہ مٹھاس والی گنے کی اقسام کاشت کاروں تک پہنچائی جائیں اور ڈرپ آبپاشی و جدید طریقوں سے پانی کی بچت کی تربیت دی جائے۔ ثانیاً کاشت کار اور مل کے درمیان ادائیگی کا نظام شفاف بنایا جائے، مثلاً بینک کے ذریعے بروقت ادائیگی اور کٹوتیوں کے اصولوں کی واضح نگرانی، تاکہ دونوں فریقوں کا اعتماد بحال ہو۔ ثالثاً ملوں کی مشینری کی تجدید اور شکر کی بازیافت بڑھانے کے لیے مراعات دی جائیں اور ضمنی مصنوعات خصوصاً باگاس سے بجلی اور شیرے سے ایتھنول گریڈ مصنوعات کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ صنعت کی آمدن کے ذرائع بڑھیں۔ رابعاً حکومت چینی کی درآمد و برآمد کے فیصلے بروقت اور اعداد و شمار کی بنیاد پر کرے تاکہ منڈی میں استحکام رہے اور صارف کو جائز مناسب قیمت پر ملے۔ اگر یہ اقدامات مسلسل ہو جائیں تو چینی کی صنعت نہ صرف ملکی ضرورت پوری کر سکتی ہے بلکہ مستقل برآمدی شعبہ بن کر زرمبادلہ بھی کما سکتی ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ چینی بنانے کی صنعت پاکستان کی اہم زرعی صنعت ہے جو گنے کے علاقوں کے گرد پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے قیام کی بنیاد خام مال کی قربت، پانی، ہموار زمین اور منڈی جیسے جغرافیائی عوامل ہیں اور اس سے لاکھوں کاشت کاروں و مزدوروں کا روزگار وابستہ ہے۔ تاہم کم فی ایکڑ پیداوار، قیمت و ادائیگی کے تنازعات، پرانی مشینری، پانی کی قلت اور پالیسی کی غیر یقینی اس کی راہ کی بڑی رکاوٹیں ہیں۔ زرعی تحقیق، شفاف ادائیگی، تکنیکی تجدید اور بروقت پالیسی فیصلوں سے ان رکاوٹوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ یہ صنعت اس عام اصول کی بھی تصدیق کرتی ہے جو کمرشل جغرافیہ سکھاتا ہے کہ خام مال کی نوعیت اور مقام ہی اکثر صنعت کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کرتا ہے۔

سوال نمبر 4: معاشی اور تجارتی جغرافیہ کی تعریف کریں نیز پاکستان کی معاشی ترقی میں اس کردار بیان کریں۔ (20) [شفافیت نوٹ: کتابچے میں جملہ اسی صورت میں چھپا ہے — "اس کردار"؛ مراد واضح طور پر "اس کا کردار" ہے، جواب اسی مفہوم پر لکھا گیا ہے۔]

تعارف

معاشی و تجارتی جغرافیہ اس کورس کا مرکزی مضمون ہے، اس لیے اس سوال کی اہمیت باقی سوالات سے بڑھ کر ہے۔ انسان روزی روٹی کے لیے جو بھی کام کرتا ہے، زراعت ہو یا صنعت، خرید و فروخت ہو یا نقل و حمل، وہ کام کسی نہ کسی جگہ پر، کسی خاص ماحول میں ہوتا ہے۔ یہی جگہ اور ماحول اس کام کے رنگ ڈھنگ کو مقرر کرتے ہیں۔ معاشی جغرافیہ اسی حقیقت کا منظم مطالعہ ہے۔ اس جواب میں پہلے معاشی و تجارتی جغرافیہ کی تعریف اور اس کے دائرہ کار کی وضاحت کی جائے گی، پھر یہ بتایا جائے گا کہ یہ علم پاکستان کی معاشی ترقی میں کس طرح کردار ادا کرتا ہے، خواہ زراعت کی بہتری ہو، صنعت کے لیے درست جگہ منتخب کرنا ہو، تجارت و نقل و حمل کی منصوبہ بندی ہو یا علاقائی عدم توازن دور کرنا ہو۔ آخر میں چند عملی مثالیں دے کر بات کو سمیٹا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ محض نظری علم نہیں بلکہ قومی ترقی کی عملی رہنمائی ہے۔

تعریف اور دائرہ کار

معاشی جغرافیہ کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ یہ جغرافیہ کی وہ شاخ ہے جو انسان کی معاشی سرگرمیوں، یعنی اشیا کی پیداوار، تقسیم اور کھپت کی مقامی تقسیم، ان کے اسباب اور ان کے اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ جب اس مطالعے کا خاص محور خرید و فروخت، بازار، بنکوں، گوداموں اور تجارتی راستوں کی جغرافیائی صورت حال ہو تو اسے تجارتی جغرافیہ کہا جاتا ہے، اور جب محور پیداوار کے بڑے شعبے یعنی زراعت، معدنیات، جنگلات، ماہی گیری، صنعت اور خدمات ہوں تو وسیع تر معاشی جغرافیہ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اس کورس میں دونوں کو ملا کر کمرشل جغرافیہ کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے دائرہ کار میں تین سوالات مرکزی ہیں: کوئی معاشی سرگرمی کہاں واقع ہے، وہ وہاں کیوں ہے، اور اس کی مقامی تقسیم کے نتائج کیا ہیں۔ مثال کے طور پر یہ جاننا کہ کوئلہ بلوچستان اور سندھ کے کن علاقوں میں ملتا ہے معاشی جغرافیہ ہے، اور یہ سمجھنا بھی اسی کا کام ہے کہ اس کوئلے کو استعمال کرنے والے کارخانے کہاں لگنے چاہئیں اور نقل و حمل کا انتظام کیسا ہو۔

یہ علم دیگر علوم سے مل کر چلتا ہے؛ معاشیات سے اصول لیتا ہے، مگر معاشیات کے برعکس یہ ہر مسئلے کو مکان و مقام کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ یہی مقامیت اس کی اصل طاقت ہے، کیونکہ دو علاقوں میں ایک ہی پالیسی کے نتائج مختلف نکلتے ہیں اور اس فرق کی وجہ جغرافیہ ہی بتاتا ہے۔ کمرشل جغرافیہ میں خاص طور پر بازاروں کی نشوونما، خام مال کے ذرائع،

مصنوعات کی اقسام، تجارتی شہروں و بندر گاہوں اور اندرونی و بیرونی تجارت کے نظام کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ طالب علم کے لیے یہ تعریف اس لیے اہم ہے کہ پوری مشق کے سوالات انہی موضوعات کے گرد گھومتے ہیں۔

زراعت و وسائل کی ترقی میں کردار

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی معیشت کا بڑا انحصار زمین، پانی اور آب و ہوا پر ہے، یہ سب جغرافیہ کے بنیادی موضوعات ہیں۔ معاشی جغرافیہ یہ بتاتا ہے کہ کس علاقے کی مٹی اور آب و ہوا کس فصل کے لیے موزوں ہے، کہاں نہری آبپاشی ممکن ہے اور کہاں ماننی یا ٹیوب ویل نظام چلے گا۔ اس علم کی روشنی میں فصلوں کی علاقائی تقسیم، مثلاً گندم و کپاس کے میدانی علاقے، چاول کے پانی والے علاقے اور پھلوں کے پہاڑی علاقے، سمجھی اور بہتر بنائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح معدنی وسائل، جنگلات، چراگاہوں اور ماہی گیری کے وسائل کا نقشہ اور ان کے پائیدار استعمال کی منصوبہ بندی معاشی جغرافیہ ہی فراہم کرتا ہے۔ اگر وسائل کی جغرافیائی معلومات درست ہوں تو حکومت یہ فیصلے بہتر کر سکتی ہے کہ کس علاقے میں کس فصل یا وسیلے پر سرمایہ لگایا جائے، کہاں تحقیقاتی مرکز کھولا جائے اور کہاں پانی کے ذخائر بنائے جائیں۔ اس کے برعکس جغرافیائی سمجھ کے بغیر بنائی گئی منصوبہ بندی اکثر ناکام رہتی ہے، مثلاً ایسی جگہ نہر نکالنا جہاں ڈھلوان موزوں نہ ہو یا ایسی فصل کی حوصلہ افزائی جہاں آب و ہوا ناموافق ہو۔

صنعت، تجارت اور نقل و حمل میں کردار

صنعتی ترقی میں جغرافیہ کا کردار یہ ہے کہ یہ صنعت کی جگہ کے انتخاب کے اصول بتاتا ہے: خام مال کہاں ہے، محنت کہاں دستیاب ہے، توانائی اور پانی کہاں ملے گا، تیار مال کی منڈی کہاں ہے اور نقل و حمل کی لاگت کس جگہ کم پڑے گی۔ پاکستان میں کراچی، فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ جیسے صنعتی مراکز کا ابھرنا بے قاعدہ نہیں ہوا؛ ان کے پس منظر میں خام مال، آبادی، بندر گاہ، سڑکیں اور ریل جیسے جغرافیائی عوامل موجود ہیں۔ تجارت کے میدان میں یہ علم اندرون ملک بازاروں کی ترتیب اور بیرون ملک تجارت کے راستوں، بندر گاہوں اور شراکت دار ممالک کی سمت سمجھنے میں مدد دیتا ہے؛ کراچی اور گوادر کی بندر گاہوں کی اہمیت بھی جغرافیائی مقام ہی کی دین ہے۔ نقل و حمل کی منصوبہ بندی، سڑکوں و ریل لائنوں کے رخ، موٹرویز کے راستے اور خشک بندر گاہوں کے مقامات، یہ سب فیصلے جغرافیائی تحلیل کے بغیر درست نہیں ہو سکتے۔ دیہات سے

شہر تک اشیا کی روانی اور قیمتوں کا استحکام بھی دراصل اسی منظم مقامی رابطے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ علاقائی عدم توازن دور کرنا بھی اسی علم کا کام ہے؛ یہ پسماندہ علاقوں کے وسائل اجاگر کر کے وہاں سرمایہ کاری کی راہ دکھاتا ہے تاکہ ترقی چند بڑے شہروں تک محدود نہ رہے اور روزگار کی تلاش میں آبادی کی نقل مکانی کم ہو۔

خلاصہ و نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ معاشی و تجارتی جغرافیہ انسان کی پیداواری و تجارتی سرگرمیوں کا مقامی مطالعہ ہے اور پاکستان کی معاشی ترقی میں اس کا کردار بنیادی اور ہمہ گیر ہے۔ زراعت کی درست تقسیم، وسائل کا پائیدار استعمال، صنعتوں کی مناسب جگہ، تجارت کی سمت اور نقل و حمل کا جال، ان سب کی منصوبہ بندی اسی علم کی روشنی میں ہوتی ہے۔ پاکستان کے مسائل، مثلاً پانی کی تقسیم، علاقائی پسماندگی اور برآمدات کی محدودیت، جغرافیائی پہلو رکھتے ہیں، اور انہیں بھی جغرافیائی سمجھ مانگتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ معاشی جغرافیہ محض نصابی مضمون نہیں بلکہ قومی منصوبہ بندی کا رہنما علم ہے؛ جو ملک اپنی زمین، اپنے وسائل اور اپنے مقامات کو جتنا بہتر سمجھے گا، اس کی معاشی ترقی اتنی ہی پائیدار ہو گی۔

سوال نمبر 5: مصنوعات کی تعریف کریں نیز اس کی تین اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ (20)

تعارف

مصنوعات کا لفظ ہم روزمرہ زندگی میں بھی سنتے ہیں اور کمرشل جغرافیہ میں تو یہ ایک بنیادی اصطلاح ہے، کیونکہ تجارت کا سارا کاروبار دراصل مصنوعات ہی کی خرید و فروخت کا نام ہے۔ منڈی میں بکنے والی ہر شے، کھیت سے آئی ہو یا کارخانے سے، بندرگاہ سے آئی ہو یا مقامی بازار سے، مصنوعات کے دائرے میں آتی ہے۔ اگر اس اصطلاح کی درست تعریف اور اقسام سمجھ لی جائیں تو تجارت، صنعت اور زراعت کے مباحث خود بہ خود واضح ہونے لگتے ہیں۔ اس جواب میں پہلے مصنوعات کی تعریف سادہ اور تکنیکی دونوں انداز میں پیش کی جائے گی، پھر اس کی تین بڑی اقسام، یعنی زرعی مصنوعات، صنعتی یا تیار شدہ مصنوعات اور معدنی مصنوعات، مثالوں کے ساتھ بیان کی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ہر

قسم کی خصوصیات، تجارت میں اس کا مقام اور پاکستان کی معیشت میں اس کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی جائے گی، اور آخر میں اقسام کے باہمی تعلق کو واضح کر کے اچھا خلاصہ پیش کیا جائے گا۔

مصنوعات کی تعریف

مصنوعات کی سادہ تعریف یہ ہے کہ وہ تمام اشیا جو انسانی محنت و کوشش سے پیدا کی جائیں یا حاصل کی جائیں اور بازار میں خرید و فروخت کے لیے پیش کی جائیں، مصنوعات کہلاتی ہیں۔ اس تعریف میں دو باتیں بنیادی ہیں: ایک یہ کہ شے انسانی سرگرمی کا نتیجہ ہو، خواہ وہ کاشت کاری ہو، کان کنی ہو یا کارخانے کی تیاری؛ دوسری یہ کہ وہ شے استعمال یا فروخت کی غرض سے ہو، یعنی اس کی کوئی معاشی قدر ہو۔ اس لحاظ سے گندم، کپاس، کپڑا، چینی، مشینری اور دوائیں سب مصنوعات ہیں، جبکہ ہوا اور دھوپ قدرتی نعمتیں تو ہیں مگر وہ عام طور پر بازار میں بکنے والی مصنوعات نہیں کہلاتیں۔ کمرشل جغرافیہ مصنوعات کا مطالعہ اس زاویے سے کرتا ہے کہ کون سی شے کہاں پیدا ہوتی ہے، اس کی پیداوار پر آب و ہوا، مٹی، تکنیک اور بازار کا کیا اثر پڑتا ہے اور وہ پیداوار کے مقام سے کھپت کے مقام تک کس طرح پہنچتی ہے۔ یہی مطالعہ تجارت کی جغرافیائی بنیاد بناتا ہے، کیونکہ جب کوئی شے ایک جگہ ضرورت سے زیادہ اور دوسری جگہ کم ہوتی ہے تو تجارت کا سلسلہ خود بہ خود جنم لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ایک ہی شے مختلف مرحلوں میں مختلف حیثیت رکھ سکتی ہے۔ کپاس کاشت کار کے لیے اس کی پیداوار یعنی مصنوع ہے، جننگ فیکٹری کے لیے خام مال ہے، اور اس سے بنا دھاگہ اور کپڑا آگے چل کر نئی مصنوعات بن جاتے ہیں۔ اسی زنجیر کو پیداوار کا تسلسل کہا جاتا ہے۔ اس نکتے سے مصنوعات کی اقسام کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے، کیونکہ جیسے جیسے شے خام حالت سے تیار حالت کی طرف جاتی ہے اس کی قدر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اسی قدر میں اضافے کو زرعی ملک کی برآمدات کی کمزوری یا طاقت سمجھنے کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔

پہلی قسم: زرعی مصنوعات

زرعی مصنوعات وہ اشیا ہیں جو زمین کی کاشت، باغبانی اور مویشی پالنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان میں خوراکی فصلیں مثلاً گندم، چاول، مکئی اور دالیں، نقد آور فصلیں مثلاً کپاس، گنا، تمباکو اور سرسوں، سبزیاں و پھل مثلاً آم، کینو اور سیب، اور مویشیوں سے حاصل ہونے والی اشیا مثلاً دودھ، گوشت، اون اور کھالیں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب کی گندم، سندھ و پنجاب کا باسمتی چاول، سوات و حضرو کے بھیڑ، تھر و چولستان کے مویشیوں سے ملنے والی اون و کھال سب زرعی مصنوعات ہیں۔ ان کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی پیداوار آب و ہوا، موسم اور مٹی پر زیادہ منحصر ہوتی ہے، اس لیے ان کی مقدار اور معیار سال بہ سال بدلتی رہتی ہے، اور زیادہ تر زرعی اشیا جلد خراب ہونے والی بھی ہوتی ہیں جن کے لیے فوری نقل و حمل اور مناسب ذخیرہ درکار ہوتا ہے۔ پاکستان کی تجارت میں زرعی مصنوعات کی حیثیت دوہری ہے؛ یہ ہماری برآمدات کی بنیاد بھی ہیں، جیسے چاول اور کپاس، اور جہاں ان کی کمی ہو وہاں درآمد کی نوبت بھی آتی ہے، جیسے خوردنی تیل اور دالیں۔

دوسری قسم: صنعتی یا تیار شدہ مصنوعات

صنعتی مصنوعات وہ اشیا ہیں جو کارخانوں میں خام مال کو مختلف مراحل سے گزار کر تیار کی جاتی ہیں۔ ان کی مثالوں میں سوتی و اونی کپڑا اور تیار ملبوسات، چینی، سیمنٹ، کھاد، صابن، جوتے، کھیلوں کا سامان، جراحی آلات، گاڑیاں، بجلی کا سامان اور ادویات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر کپاس سے بنا ہوا کپڑا اور سیالکوٹ کے تیار کردہ فٹ بال اور جراحی اوزار دنیا بھر میں پاکستان کی صنعتی مصنوعات کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان مصنوعات کی خاصیت یہ ہے کہ ان کی قدر خام مال سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے، ان کا معیار انسان کے قابو میں ہوتا ہے اور یہ نسبتاً دیر تک محفوظ رکھی جا سکتی ہیں۔ معاشی لحاظ سے یہ قسم سب سے قیمتی سمجھی جاتی ہے، کیونکہ جو ممالک تیار شدہ اشیا برآمد کرتے ہیں وہ زیادہ زرمبادلہ کماتے ہیں اور ان کی صنعت روزگار بھی زیادہ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی کی پالیسیوں میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ خام مال برآمد کرنے کے بجائے اسے ملک ہی میں تیار مصنوع میں بدلا جائے، مثلاً کپاس کی جگہ کپڑا اور چمڑے کی جگہ جوتے و بیگ برآمد کیے جائیں تاکہ قدر کا بڑا حصہ ملک میں رہے۔

تیسری قسم: معدنی مصنوعات

معدنی مصنوعات وہ اشیا ہیں جو زمین کے اندر سے کان کنی کے ذریعے نکالی جاتی ہیں۔ ان میں ایندھن والے معدنیات مثلاً کوئلہ، خام تیل اور قدرتی گیس، دھاتی معدنیات مثلاً لوہا، تانبا اور کرومائیٹ، اور غیر دھاتی معدنیات مثلاً نمک، چونا پتھر، جپسم اور سنگ مرمر شامل ہیں۔ مثال کے طور پر کھیوڑہ کا نمک، سندھ و بلوچستان کا کوئلہ، سوئی کی قدرتی گیس اور شمالی علاقوں کا سنگ مرمر پاکستان کی معروف معدنی مصنوعات ہیں۔ ان کی خصوصیات زرعی مصنوعات سے مختلف ہیں؛ یہ ناقابل تجدید وسائل ہیں یعنی ایک بار نکل جانے کے بعد دوبارہ پیدا نہیں ہوتے، ان کی تقسیم قدرتی ارضیاتی ساخت پر منحصر ہے اور انسان انہیں اپنی مرضی کی جگہ پر پیدا نہیں کر سکتا، اور ان کی دریافت و نکاسی کے لیے بھاری سرمایہ اور جدید تکنیک درکار ہوتی ہے۔ معدنی مصنوعات صنعت کی ایندھن و خام مال کی بنیاد ہیں؛ کوئلہ اور گیس بجلی و کارخانوں کو توانائی دیتے ہیں، چونا پتھر سیمنٹ بناتا ہے اور خام تیل کی مصنوعات نقل و حمل چلاتی ہیں۔ اس لیے کسی ملک کی معدنی دولت کا درست جائزہ اور ذمہ دارانہ استعمال اس کی صنعتی ترقی کی رفتار طے کرتا ہے، اور یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ آئندہ نسلوں کے حصے کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ ذیل کی جدول میں تینوں اقسام کا تقابلی خلاصہ پیش ہے۔

جدول 1: مصنوعات کی تین بڑی اقسام کا تقابلی خلاصہ

قسم	ماخذ	مثالیں	خصوصیت
زرعی مصنوعات	کاشت، باغبانی، مویشی	گندم، چاول، کپاس، دودھ	موسم پر انحصار، جلد خرابی
صنعتی مصنوعات	کارخانہ و مشینری	کپڑا، چینی، سیمنٹ، جوتے	قدر میں اضافہ، زیادہ روزگار
معدنی مصنوعات	کان کنی	کوئلہ، گیس، نمک، سنگ مرمر	ناقابل تجدید، بھاری سرمایہ درکار

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ مصنوعات انسانی محنت سے پیدا یا حاصل کی جانے والی وہ اشیا ہیں جو بازار میں فروخت و استعمال کے لیے ہوتی ہیں۔ ان کی تین بڑی اقسام زرعی مصنوعات، صنعتی مصنوعات اور معدنی مصنوعات ہیں۔ زرعی مصنوعات زمین و موسم کی دین ہیں اور خوراک و خام مال دیتی ہیں، صنعتی مصنوعات خام مال کو قدر میں بڑھا کر تیار اشیا بناتی ہیں اور

معدنی مصنوعات زمین کے خزانوں سے نکل کر صنعت و توانائی کی بنیاد بنتی ہیں۔ یہ تینوں اقسام الگ الگ جزیرے نہیں بلکہ ایک زنجیر کی کڑیاں ہیں؛ کپاس کی زرعی مصنوع جن کر صنعتی مصنوع کپڑا بنتی ہے اور کوئلے کی معدنی مصنوع اس کارخانے کو توانائی دیتی ہے۔ اس زنجیر کو سمجھنا ہی کمرشل جغرافیہ کا اصل مقصد ہے، اور پاکستان کی معاشی بہتری کا راستہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنی زرعی و معدنی دولت کو صنعتی تدریجی عمل کر دنیا کی منڈیوں تک پہنچائے۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com